بمنظوری عالیجناب نواب مدارالمہام بہادر سرکار عالی

دکن لا رپورٹ

[illegible]   پیشگی (۱۵)

مشتملہ

سنہ ۱۳۴۰ ف

جلد (۲۱)   رسالہ نمبر (۱) بابتہ ماہ آذر

حصہ اول   اڈیٹوریل نوٹس

حصہ دوم فیصلجات مجلس عالیہ عدالت و جوڈیشل کمیٹی

حصہ سوم فیصلجات بابت حکومت و متمی مالگزاری و نظامت عطیات

حصہ چہارم   قوانین و احکام

حصہ پنجم   ضروری نظائر ممالک غیر

باہتمام

دھونڈو ونیت گورٹ کر

دکن لا رپورٹ پریس جام باغ حیدرآباد دکن

شرح قانون شہادت

مؤلفہ

مولوی محمد ابراہیم خاں صاحب شمسی وکیل ہائیکورٹ

مطبع ہذا میں بغرض فروخت موجود ہے قیمت فی جلد غیر مجلد ([illegible]) مجلد ([illegible]) علاوہ خرچہ

منیجر

اہم قواعد رسالہ

ف ۱ - قیمت سالانہ ([illegible]) روپیہ سکہ عثمانیہ اور ٹپہ خرچ ([illegible]) اور سنین ماضیہ کی قیمت ([illegible])

ف ۲ - سنہ رواں کے متفرق نمبروں کی قیمت خریداران رسالہ سے فی پرچہ ([illegible]) اور دوسرے اشخاص سے فی پرچہ ([illegible]) لیجائیگی بشرطیکہ زائد نمبرات مطبع میں موجود ہوں متفرق پرچہ جات سنین ماضیہ ([illegible]) -

ف ۳ - جو خریدار صاحب علاوہ قیمت کے خرچہ رجسٹری ادا کریں گے انکی خدمت میں رسالہ پہونچنے کا مطبع ذمہ دار رہیگا اور اگر رسالہ نہ پہونچے تو تین ماہ کے اندر اطلاع دیجانے پر مکرر رسالہ بلا قیمت روانہ کیا جائیگا -

ف ۴ - رسالہ کی بابت پوسٹل سارٹیفکٹ کی صورت میں مطبع پر کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہوگی

ف ۵ - تمام خط وکتابت و ترسیل زر بنام پنڈت ونایک راؤ صاحب وی - اے - ایل ایل - بی (لندن) بیرسٹرایٹ لا ہونی چاہئے -

ف ۶ - ہر خط میں نمبر خریداری نام و پتہ کامل اور واضح طور پر لکھنا ضروری ہے صرف دستخط کافی نہیں ہے -

اڈیٹر

دکن لا رپورٹ

جلد بست و یکم بابتہ سنہ ۱۳۴۱ ف

حصۂ ایڈیٹوریل

انتخاب ارکان مجلس وضع قوانین ممالک محروسہ سرکار عالی

ممالک محروسہ سرکار عالی کے مجلس وضع قوانین کیلئے دو ارکان کا انتخاب منجانب طبقۂ وکلا حال ہی میں ہوا ہے۔ ایسے موقع پر وکلاء درجۂ اول کا جوش اور امیدواروں کی کوشش جو نظر آئی اُس کو دیکھکر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر امیدوار اپنے انتخاب کا خیال اور دوسرے وکلاء منتخب کرنے کا خیال دو سال تک مسلسل کرتے رہیں گے تو یقیناً بہتر انتخاب عمل میں آئیگا۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں ضابطۂ مجلس وضع قوانین سنہ ۱۳۰۹ ف میں نافذ ہوا جسکی رو سے طبقۂ وکلاء اور طبقۂ جاگیرداروں کو دو دو ارکان منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا طبقۂ جاگیرداران ایک محدود طبقہ ہے اور بلحاظ اُس کے اعزاز و رتبہ و حقوق زمینداری غالباً یہ حق اُنکو عطا ہوا ہے لیکن طبقۂ وکلاء کی کیفیت جداگانہ ہے اگرچہ دیگر ممالک میں طبقۂ وکلاء کو حق انتخاب دیا جانا پایا نہیں جاتا تاہم تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام ممالک جو ترقی کے راستہ پر ہوں یا ترقی کی چوٹی پر پہونچ گئے ہوں۔ وہاں ہمیشہ ترقی ملک میں بیشتر حصہ افراد طبقۂ وکلاء ہی نے لیا ہے۔ یہاں بھی مقامی حالات کے مدنظر یہ مناسب خیال کیا گیا ہوگا کہ طبقۂ وکلاء

جو رعایا کا حقیقی نمائندہ ہے اور نیز اُس کو تنظیم عدالت سے خاص تعلق ہے و ارکان منتخب کرنے کا اختیار پہلے ہی دیا گیا۔ لیکن اب امتداد زمانہ کے لحاظ سے انتخاب کے دائرہ کو وسعت دینا اور وہ کس اصول پر اور کس حد تک دینا مناسب ہے یہ امور ایسے ہیں کہ جنپر اسوقت غور کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ پھر بھی ایک چیز خاص طور پر قابل غور ظاہر کر دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ گذشتہ ۳۰ سال میں طبقۂ وکلا نے اپنے فرائض کو ٹھیک طور پر سمجھکر ادا کیا ہی یا نہیں اور موجودہ زمانہ میں اپنے حق کے استعمال کرنے کے لئے کن امور پر غور کرنیکی ضرورت ہی پیشۂ وکالت کو انجام دینے کے لئے عموماً یہ کہا جاتا ہی کہ وکیل کو تمام علوم اور فنون سے واقفیت رکھنا ضروری ہی اور قانون کے مختلف شعبوں کی نسبت معلومات رکھنا اُس کے عین فرائض میں داخل ہے اگرچہ خاص مہارت حاصل کرنے کے لئے ہر وکیل اپنی مرضی کے موافق ایک شعبہ منتخب کر سکتا ہی طبقۂ وکلا سے جن لوگوں نے یونیورسٹی میں تعلیم پائی ہے وہ اصحاب اچھی طرح واقف ہیں۔ اور عام طور پر دیگر اصحاب کو بھی معلوم ہوگا کہ قانون کا ایک اہم شعبہ **Constitutional law** سے موسوم کیا جاتا ہے اور ہر فرد وکیل درجۂ اول کو جس کو ممالک محروسہ سرکار عالی میں خاص طور پر پبلک کی نمائندگی کا حق حاصل ہوا ہے اس شعبۂ قانون کا مطالعہ کرنا لازمی ہے اور اُمیں سے اصول کافی معلومات حاصل کرنے کے بعد ذاتی رائے آزادی کے ساتھ مسائل حاضرہ پر قائم کرنے کی کوشش کرے۔ ظاہر ہے کہ فرائض رکن مجلس وضع قوانین سے اس شعبۂ قانون کا گہرا تعلق ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بوقت یا بعد انتخاب اس شعبۂ قانون کا مطالعہ خاطر خواہ ہو نہیں سکتا اور مدت رکنیت صرف دو سالہ ہونے کی وجہ سے انکو انتخاب کے پیشتر سے معلومات حاصل کرکے نمائندگی کا کارڈ اپنے ہاتھ میں رکھنے کی قابلیت حاصل کرلیں ایسے افراد کافی تعداد میں اس طبقہ میں موجود رہنا چاہیئے جنکو اس شعبۂ قانون کی کافی معلومات حاصل ہو چکی ہیں اور عام طور پر طبقۂ وکلا جس کو جائز طور پر نمائندگی پبلک کا فخر حاصل ہے یہ خیال **Atmosphere** پیدا کرے کہ طبقۂ وکلا ایک فرض شناس نمونہ وار طبقہ انتخاب کنندہ (**Electorate**) بنجائے تاکہ وہ بمقابلہ سرکار اور رعایا رجو اُس کے فرائض ہیں اُن کو ٹھیک طور پر انجام دیسکے۔

پروفیسر اے بی کیتھ نے (**Constitutional law**) کی تعریف حسب ذیل الفاظ میں کی ہے

سلطنت برطانیہ میں (Constitutional law) کے جو معنی لئے جاتے ہیں اُن میں وہ تمام قواعد شامل ہیں جن کی رو سے سلطنت میں (Sovereign Authority) کی تقسیم وتنظیم عمل میں آتی ہے اور جن کی رو سے فرائض رعایا بمقابلہ سلطان الوقت معین کئے گئے ہیں اور حقوق رعایا جو سلطنت کے مقابلہ میں رعایا کو عطا ہوئے ہیں وہ ظاہر کئے گئے ہیں۔ (Constitutional Lawyer) کو اُن مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہے جن کی رو سے رعایا کی آزادی میں سلطنت کی طرف سے کس قدر دست اندازی کرنا مناسب ہے اور قواعد کس اصول کی بنا پر نافذ کرنا چاہئے حقیقتاً ان امور کا تعلق پولیٹیکل فلاسفر (Political philosopher) سے ہے لیکن اُس کا (Constitutional Lawyer) تعلق تنظیم مجلس انتظامی اختیارات سلطان الوقت واختیارات صدر المہام اور دیگر اعلیٰ عہدہ داران تنظیم واختیارات مجلس وضع قوانین تنظیم عدالت و نظم و نسق کے مختلف شعبوں کا باہمی تعلق و ترتیب ان تمام امور سے راست تعلق ہے۔ نظم و نسق کے مختلف شعبوں کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں اور تمام کو بمقابلہ رعایا اختیارات حاصل ہیں اور رعایا کو بھی اُن کے مقابلہ میں حقوق حاصل ہیں۔

اس سے واضح ہوگا کہ (Constitutional Lawyer) کو کن امور پر غور کرنے کی ضرورت ہے اور مجلس وضع قوانین کی دفعہ (۵۰) پر نظر ڈالنے سے ظاہر ہوگا کہ اعلیحضرت بندگانعالی نے اپنے اختیارات کو ضابطہ کے ساتھ استعمال کرنے کا انتظام فرمایا ہے اور عام طور پر اُن اختیارات سے جو برٹش انڈیا سلطان وقت کو حاصل ہیں اور اُن اختیارات میں جو ممالک محروسہ سرکار عالی سلطنت آصفیہ میں سلطان الوقت کو حاصل ہیں فرق قائم کرنے کی جو کوشش کی جاتی ہے وہ صحیح نہیں ہے اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ برٹش انڈیا کے اصول یہاں متعلق نہیں ہو سکتے یہ صحیح نہیں تنظیم باب حکومت اور دیگر مواقع پر یہ ظاہر کر دیا گیا ہے کہ سلطنت حیدرآباد ایک منضبط (Constitutional Government) سلطنت ہے۔ اس چیز کو مدنظر رکھنے کے بعد تمام شکوک رفع ہو جاتے ہیں۔ علاوہ اس کے طبقۂ وکلاء کو جس کو نمائندگی کا حق عطا کیا گیا ہے کسی قدر پولیٹیکل فلاسفر (Political philosopher) کے فرائض پر بھی غور کرنا ہوگا ورنہ وہ طبقہ اپنی فرائض کو بمقابلہ رعایا و اوم مجلس وضع قوانین ٹھیک طور پر انجام نہ دے سکیگا۔ مجلس وضع قوانین کی ۳۰ سالہ

رونداد پر سرسری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ طبقۂ وکلاء نے کہاں تک و کس قدر کامیابی کیساتھ اپنے فرائض کو انجام دیا ہے۔ مسودات پیش کرنے کی نسبت جو اختیارات ارکان کو عطاء ہوئے ہیں اُنکو کس حد تک کام میں لایا گیا اور اگر موجودہ ضابطہ کے لحاظ سے ارکان اپنے فرائض کو خاطر خواہ طریقہ سے انجام نہیں دے سکتے ہیں تو بلحاظ دفعہ ۴۳ کس قدر کوشش ضابطہ کیبا تھ کی گئی ہے۔ زمانہ گذشتہ پر نظر ڈالنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آئندہ کے لئے طبقۂ وکلاء اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو اچھی طرح محسوس کریں اور اپنے کام سے بتلائے کہ ملک کی پبلک بھی انتخاب کے حقوق کو اچھی طرح استعمال کرسکتی ہے ورنہ رعایا کے مقابلہ میں یہ طبقہ جوابدہ رہیگا خوش قسمتی سے طبقۂ وکلاء درجۂ اول میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد کی تعداد میں روز بروز ترقی ہو رہی ہے لیکن طبقۂ وکلاء کو بھی چاہئے کہ فی زمانہ جو توقعات اُن سے کئے جاتے ہیں اُن کو وہ پورا کرے۔

قانون کی تعبیر کرنیکا فرض عدالتوں کا ہوا کرتا ہے اور وکلاء کو بحیثیت جزو عدالت رعایا کی دقتوں اور ضرورتوں کے محسوس کرنے کا خاص موقع حاصل ہے اور خوش قسمتی سے ممالک محروسہ سرکار عالی میں طبقۂ وکلاء کو نمائندگی کا حق مجلس وضع قوانین ارکان منتخب کرنیکا عطاء ہوا ہے اس نقطۂ نگاہ سے قوانین مجریہ کو فی زمانہ تازہ ترین (Latest) رکھنے کی کوشش کرنا اور بعد نفاذ قانون وقتاً فوقتاً جو دقتیں محسوس ہوتی ہیں اُنکو رفع کرنے کے لئے حسب ضابطہ تدابیر اختیار کرنا طبقۂ وکلاء کا فرض ہوگا ورنہ طبقۂ وکلاء اپنی نمائندگی کو محدود نقطۂ نگاہ سے بھی صحیح ثابت نکر سکیگا اب اس امر میں کہ وکلاء کو (Constitutional law) کا مطالعہ کرنا چاہئے یا نہیں اور اُسکا مذاق رواں رکھنا چاہئے یا نہیں کوئی مزید بیان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ بریں ہم عالیجناب نواب مرزا یار جنگ بہادر میر مجلس کی کتاب متعلقہ جو انہوں نے حال میں سامنے پر شائع کی ہے۔ اُس سے معلوم ہو جائیگا کہ افراد طبقۂ وکلاء خواہ وہ ملازمت کی کرسی پر ہی فائز کیوں نہ ہوں Constitutional law کے مسائل پر کس قدر معلومات اور مہارت رکھتے ہیں اور یہی نصب العین ہر فرد طبقۂ وکلاء قرار دے تو وہ طبقہ اپنے فرائض کو انجام دینے کے لئے جلد تر تیار ہوگا۔ ہماری اس تحریر کا مقصد یہی ہے کہ جو جوش و دلچسپی دو سال میں اکثر مرتبہ نمودار ہوتی ہے وہ موقتی نہ ہوا کرے بلکہ طبقۂ وکلاء ہمہ تن کوشاں رہیں کہ فی زمانہ نمائندگی کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ضروری تدابیر اختیار کریں۔

لکشمن راؤ گھاٹے بی۔ اے۔ ایل ایل بی

"تحقیر وکیل"

مساچوسٹس کے ایک قانونی رسالہ میں تحقیر وکیل کے عنوان سے ایک مضمون حال میں شائع ہوا تھا ۔ چونکہ زمانہ حالیہ میں خواہ ملک علاقہ عظمت مدار ہو یا ممالک محروسہ سرکار عالی یا مساچوسٹس تنظیم عدالت کا کام مغربی طریقہ پر جاری رہنے کی وجہ سے تمام ایسے ممالک میں خیالات کم و بیش یکساں ہوتے ہیں اسلئے ناظرین کے فائدہ کے لئے مضمون مذکورہ پیش کیا جاتا ہے ۔

تحقیر عدالت سے تو سب لوگ ضرور واقف ہیں اگرچیکہ تحقیر عدالت کے مواقع نسبتاً بہت کم پیش آتے ہیں ۔ زمانہ قدیم سے یہ پایا جاتا ہے کہ تحقیر عدالت کا مقدمہ قائم کرنا ایک شاذ و نادر صورت اختیار کیا ہے ۔ حاکم و وکیل ایک ہی مشین کے پرزے ہیں اور حقیقتاً وکیل کا وجود حاکم عدالت کی امداد کے لئے ہے اور اس طرح انصاف رسانی کا کام انجام پاتا ہے اس سے خود پتہ چلتا ہے کہ حاکم و وکیل میں نہ صرف ظاہرا بلکہ دلی وحقیقی اتفاق کی ضرورت ہے ورنہ انصاف رسانی کے کام میں خلل واقع ہونیکا اندیشہ لگا رہتا ہے اس لئے بالاعلان نا اتفاقی کے مواقع بہت کم درپیش آتے ہیں اور در اصل دیکھا جائے تو ہر دو پرزوں کو مصالحت و صبر و استقلال سے ہمیشہ کام لینا چاہئے جیساکہ بمبئی لاء رپورٹر جلد ۶ ص ۱۴۵ میں بیان کیا جاچکا ہے ۔ لیکن خواہ ملک مساچوسٹس ہو یا علاقہ عظمت مدار یا ممالک محروسہ سرکار عالی طبقۂ وکلاء پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اُنکی حالت ابتر ہے جیسی کہ ہورہی ہے ۔ مگر کہیں کہیں کبھی حکام عدالت و وظیفہ یاب حکام و سربرآوردہ وکلاء یہی ہوا کرتے ہیں جسکی تائید عامۃ الناس سے بھی کی جاتی ہے ۔

اس میں شک نہیں کہ زمانہ سلف سے پیشۂ وکالت ایک باوقعت پیشہ خیال کیا جاتا رہا ہے ہر ملک کی تواریخ پر نظر ڈالی جائے تو افراد طبقۂ وکلاء نے بہت کچھ حصہ

اسکی ترقی میں لیا ہے اور عامۃ الناس کو ہمیشہ اس پیشہ کی نسبت ایک قسم کی عزت رہی ہے - علاقہ عظمت مدار میں ۱۹۲۱ء کے زمانہ "نان کواپریشن" میں طبقۂ وکلاء کی نسبت جو کچھ لکھا گیا و کہا گیا اُسپر غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ عدالت کی عزت کرنے کے لئے وکیل کی عزت کا خیال رکھنا ضروری ہے اور بلا امداد وکلاء زمانہ حالیہ نافرمانی میں جو فوجداری عدالتوں کا طریقہ انصاف ہے اس میں منجانب ملزم وکیل نہ ہونے کی وجہ سے کیسے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ حالیہ فیصلہ جات ہائیکورٹ بمبئی و مدراس و لاہور و کلکتہ سے ظاہر اور مدگستری میں طبقۂ وکلاء کی امداد کے بغیر کیا حشر ہوگا اس کا پتہ صاف طور پر چلتا ہے اور ہائیکورٹ بمبئی کا فیصلہ نہ ہوتا اور عدالتہائے تحت کے فیصلہ جات کی نظر ثانی نہ کی جاتی تو انصاف رسانی کا نام کسقدر بدنام ہونے کا اندیشہ تھا یہ کہنا دشوار ہے - اگر حاکم عدالت یا طبقۂ وکلاء آپس میں ایک دوسرے کو وقعت کی نگاہ سے دیکھنا ترک کردیں تو عامۃ الناس کا ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور انصاف رسانی کی نسبت جو ایک قسم کا اطمینان رعایا ملک کو ہونا چاہیے وہ معرض خطر میں آتا ہے -

اس میں شبہ نہیں کہ انسان مختلف الطبع ہے اور ہر طبقہ میں نرم گرم افراد ہوا کرتے ہیں اور تحقیر عدالت کے مقدمات کی کم تعداد اس امر کی دلیل ہے کہ مابین حاکم و وکیل تعلقات عام طور پر خوشگوار رہے ہیں حاکم بھی انسان ہے اور علیٰ ہذا وکیل - تاہم بہ نسبت دیگر طبقات کے حاکم کے خوش اخلاق یا برعکس کا اثر زیادہ تر انفرادی طور پر وکلاء پر پڑتا ہے اور بسا اوقات طبقۂ وکلاء کو ایسے الفاظ کبھی کبھی برداشت کرنے پڑتے ہیں جو اگر دوسری جگہ استعمال کئے جاتے تو قابل اعتراض قرار پاتے اور مثل دیگر طبقات کے اُن کا جواب دینا بھی عملاً ناممکن ہے اور مصلحتاً بھی نامناسب ہوتا ہے کیونکہ وکیل کا ذریعہ معاش یہ ہی ہے کہ حکام کے روبرو پیروی کرکے روٹی کمائے اس میں طرفہ یہ ہے کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے حکام جو وکلاء پر اس قسم کی نکتہ چینی کرتے ہیں بعض ایسے حکام بھی شامل ہیں جو بجز اس [illegible] کے بہت صاف دل ہر دلعزیز انصاف پسند حاکم کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں ان کی نسبت [illegible] مضمون نگار رسالہ کا یہ کہنا ہے کہ اگر وکلاء کوٹارسے (ریشم کے) ہیں تو

وہ ایسے کیڑے ہیں جس کے کاتے ہوئے ریشم سے حکاموں کا جبہ بنتا ہے اور اگرچہ وہ کیڑے ہوں مگر اُن کو ریشم کاتنے کا حق حاصل ہے"۔ انفرادی طور پر بعض خاص حالات میں ایسی شکایات ہونا ممکن ہے مگر عام طور پر اس کا زیادہ اثر نہیں ہونا چاہیئے۔

طبقۂ وکلاء کی نسبت اخبارات یا عامۃ الناس کی جانب سے مجالس عامہ میں جو بھلا برا کہا جاتا ہے اُس کی نسبت یہاں پر ہم کو کوئی سروکار نہیں ہے۔ لیکن جہانتک وکیل و حاکم کا تعلق ہے تحقیر عدالت و تحقیر وکیل سے بحث ہے۔ دیگر طبقات میں معیار وقعت و عظمت **Code of Honour** کی جو حالت رہی ہے اُس سے پیشۂ وکالت کے معیار وقعت عظمت (**Code of Honour**) سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وکیل پر بلحاظ اس کے پیشہ کے خاص ذمہ داریاں عاید کی گئی ہیں اور خاص حقوق (**Privileges**) بھی اُس کو حاصل ہیں قانون وکلاء کے تحت بعض صورتوں میں ایسے افعال بھی بدچلنی **Misconduct** میں داخل کئے گئے ہیں جو دیگر طبقات میں مستوجب سزاء نہ قرار پاتے۔

تحقیر وکیل کا مقدمہ ایک عجیب جملہ معلوم ہوگا مگر کسیقدر غور کے بعد معلوم ہوگا کہ جب کسی مشہور وکیل پر بلا وجہ اعتراض کرنے سے یا کسی وکیل کی کافی عزت نہ کرنے سے حاکم وقت کو اظہار افسوس کرنے کی نوبت آتی ہے اور ایسے واقعات سے بھی بار و بنچ کے تعلقات خوشگوار قائم رکھنے میں ایک طریقہ سے امداد ہوتی ہے خواہ وہ وکیل سر جان سائمن یا ڈاکٹر راش بہاری گھوش ہو یا مسٹر جناح یا جیکر ہو یا بہادر جی۔ ہو اور نہ حاکم کوئی نیا سیویلین ہائیکورٹ جج بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس ہو یا پریوی کونسل کا کوئی رکن ہو اور خواہ صاف الفاظ میں اظہار افسوس کیا جائے یا ذمہ دار افراد کی طرف سے ایسے واقعات پر مقدمہ قائم نہ کر کے ایک اتفاقی واقعہ کے طور پر رفت گزشت قرار دینا قرین مصلحت قرار پائے۔ ہر دو صورتوں میں اس کا نتیجہ عام طور پر ضرور محسوس ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ فاضل مضمون نگار جنہوں نے ۳۰ سال تک کامیابی کے ساتھ پیشۂ وکالت کو انجام دیا ہے۔ بیان کرتے ہیں ان واقعات کو ظاہر کرنے سے اُن کا ہرگز یہ منشا و مدعا نہیں ہے کہ جس طرح تحقیر عدالت کے لئے سزا مدون کی گئی ہے اُسی طرح تحقیر وکیل کے لئے کوئی سزا مدون کیجائے۔ کیونکہ ایسے

واقعات کی اشاعت بھی بمنزلہ تدارک تصور کیگئی ہے اور بنچ و بار کے اصلی فرائض و ذمہ داریوں کے مدنظر مقدمہ کا قیام ہی قطعاً مناسب نہیں ہے۔ واضح رہے کہ یہ تو معمولی اختلافات سے متعلق ہے جس کا تعلق معیار وقعت وعظمت (Code of Honour) پیشۂ وکالت سے ہے گو جہاں بدقسمتی سے کسی حاکم کے افعال قانون یا قواعد مجریہ کی خلاف ورزی تک پہونچ جائیں تو مسئلہ جداگانہ ہوگا اور دراصل دیکھا جائے تو جس طرح مقدمہ مندرجہ الاٰ جلد، ص ۹۰۲ بیان کیا گیا ہے اُس وقت حاکم عدالتی حیثیت سے ہٹ کر یہ اُس کے افعال خانگی تصور کئے جاتے ہیں اُسیطرح بحیثیت وکیل شخص ثالث کے (Character) پر حملہ بلاوجہ کرنا ممکن ہے کہ بعض حالات میں بالکلیہ بیرون اختیارات وکیل نہ ہوں مگر لاپروائی سے یا بلا سوچے سمجھے وسیع اختیارات کونسل کا استعمال بھی اخلاقی جرم میں داخل ہو جاتا ہے جس طرح موقع پر (Unpleasant Truth.) کہنے سے گریز کرنا ترک فرائض میں داخل ہوگا نیز جس طرح طبقۂ وکلاء حکام سے شاکی رہتا ہے اُسی طرح وکلاء کو بھی خوب سمجھنا چاہیے کہ اہل مقدمات و حکامان عدالت بھی اُن کے شاکی رہنا اغلب ہے اور بلحاظ وقار پیشۂ وکالت ایسے مواقع نہ آنے دیں جہاں وکیل کی ذمہ داریوں پر تنبیہاً توجہ دلانا یا نوٹس لینا پڑے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ اور طبقۂ وکلاء کو ایسے حرکات سے باز رکھنے کی کوشش ہر طریقہ سے کرے۔ مجموعی طور پر طبقۂ وکلاء کو بھی قبل اس کے کہ وہ اپنی شکایات کی درخواست اوروں کے سامنے پیش کریں اور اُن کی ممکنہ شکایات کو جو افراد طبقۂ وکلاء کے مقابلہ میں بہ تعلق پیشہ ہوں اُن کو رفع کریں تاکہ پبلک کی نگاہ میں طبقۂ وکلاء اور بالآخر انصاف رسانی کی مشین گری ہوئی نہ قرار پائے۔۔۔۔۔۔۔۔ خوددار و فرض شناس بننا چاہیئے تا وقتیکہ وہ اپنے فرائض کو بمقابلہ رعایا و عدالت خاطر خواہ طریقہ سے ادا ہی نہیں کرسکتا کیونکہ بعض وقت حکومت کی قوت کے مقابلہ میں رعایا کے قانونی و واجبی حقوق کی ترجمانی کرنا وکیل کا فریضہ ہوتا ہے اگرچیکہ شخصی مفاد کے مدنظر حکومت کا ساتھ دینا بادی النظر میں سہولت بخش معلوم ہو۔ لیکن یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ وکیل کا ہر فعل قانونی ہی نہیں بلکہ اخلاقی جرم کے الزام سے پاک رہنا چاہیئے۔۔

یہ ایک اصولی بات ہے کہ حاکم و وکیل جس فضا میں پیدا ہوئے اور جس میں اُن کی عمر کا زیادہ حصہ گذرا ہے اُس کا اثر تنظیم عدالت پر پڑنا لازمی ہے اور تنظیم عدالت بہترین اُسی وقت ہوسکتی ہے۔ جب عہدہ داران عدالت اعلیٰ خیالات رکھتے ہیں اور اُسپر عمل کرتے ہیں۔ زمانۂ نافرمانی میں علاقہ عظمت مدار میں جو فیصلہ جات فوجداری مقدمات میں ہورہے ہیں۔ اُس سے ایک نتیجہ آئندہ کی نسلیں ضرور مستخرج کرینگی کہ اگر فرائض حاکم عدالت بپابندی قواعد کا معیار موجودہ قائم رکھا جائے تو بلا امداد وکلاء انصاف رسانی کا موجودہ طریقہ خطرات میں مبتلا ہے اور یا تو معیار فرائض و احساس پابندی قوانین کی ذمہ داری کو بڑھانا ہوگا یا طریقہ عدل گستری میں ردوبدل کرنا ہوگا۔ بالفاظ دیگر حکام اگر یہ رائے رکھتے ہوں کہ مسائل پیش شدہ پر بلا امداد وکلاء اُن کو اپنی ذاتی رائے قائم کرنے کی تکلیف گوارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ قانونی کتب کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے اور نہ بحیثیت حاکم عدالت بلا تعلق امداد وکیل انصاف کرنے کی ذمہ داری اُس کے سپرد ہے اور اگر یہ رائے صحیح ہے تو بجز اس کے کوئی گذیر نہیں کہ طریقہ انصاف رسانی میں ردوبدل کیا جائے۔

بنظر حالات موجودہ تنظیم عدالت کا کام اُسی وقت کامیابی کے ساتھ عمل میں آئیگا جب حاکم و وکلاء متحد الارادہ بنکر اپنے فرائض کو بخوبی انجام دیں۔ خوشامد پسند عہدہ دار خوشامد پسند وکلاء کا گروہ قائم کرینگے اور دیانتدار عہدہ داران دیانتدار وکلاء کا طبقہ۔ مگر طبقۂ وکلاء اپنی ذمہ داریوں کو دونوں کے سر جھکا دینے سے بری الذمہ تصور نہ کیا جائے گا۔ جب تک طبقۂ وکلاء ایک قوت پیدا نہ کرے تا کہ تحقیر وکیل کا نام بھی نہ سننے میں آئے۔ ورنہ بالکل کمزور اور پراگندہ حالت میں بھی تحقیر وکیل کا نام و نشان نہ رہیگا اس لئے کہ اُس کو ایسے واقعات کو اس نقطۂ نگاہ سے جانچنے کی ہمت ہی پیدا نہ ہوگی اور تحقیر وکیل کا جملہ بے معنی ہوگا۔

ن۔ ل